Q. No. 2 Part (i) سوال نمبر 2 جز (i)

مکتب اور مدارس میں فرق

مسلمانوں کے ابتدائی نظام تعلیم کی رو سے مکتب اور مدارس میں فرق یہ ہے۔

مکتب	مدارس
• مکتب کے لغوی معنی لکھنے کی جگہ یا میز ہے	• مدارس مدرسہ کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی درس یا سبق دینے کی جگہ ہے۔
• مکتب میں طلبہ کو ابتدائی طور پر لکھنا سکھایا جاتا تھا۔	• مدارس ایسے تعلیمی ادارے تھے جس کی ضرورت مکتب سے فارغ ہونے کے بعد پیش آتی تھی
• مکتب کے استاد کو معلم کہا جاتا تھا۔	• مدارس کے استاد کو مدرس کہتے تھے۔

Q. No. 2 Part (ii) سوال نمبر 2 جز (ii)

سارجنٹ رپورٹ کے پانچ اہم نکات

* تعلیم نسواں پر یکساں توجہ دی جائے گی۔
* چھ سے سال تک کے تمام بچوں کے لیے تعلیم لازمی اور مفت ہوگی۔
* چھ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں نرسری کی کلاسوں کا بندوبست کیا جائے گا۔
* سات سے گیارہ
* خصوصی بچوں کی تعلیم کے لیے اقدامات اٹھانے کی سفارش کی گئی۔
* اساتذہ کی تربیت کے لیے پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔

Q. No. 2 Part (iii) سوال نمبر 2 جز (iii)

مانیٹوریل سسٹم

برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کے دوران تعلیمی اداروں میں تدریس کا یہ طریقہ "مانیٹوریل سسٹم" موجود تھا جس میں اعلیٰ درجے کے طالب علم اپنے زمانۂ طالب علمی ہی میں چھوٹے درجے کے طلبہ کو تعلیم دینے کا کام کرتے تھے۔

یا

استاد جب تعلیم یا سبق دے کر فارغ ہوتا تو کلاس کے کوئی طالب علم طالبہ علم کھڑا ہو کر استاد کے پڑھائے ہوئے سبق کو دوبارہ بلند آواز سے پڑھ کر باقی بچوں کو یاد کرواتا تھا۔

مانیٹوریل سسٹم سے خاطر خواہ فوائد حاصل ہوئے۔ اس سے استاد کو اپنی ذمہ داری سر انجام دینے میں آسانی ہوتی تھی اور طلبہ کی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

Q. No. 2 Part (iv) سوال نمبر 2 جز (iv)

(درس نظامی کے نصاب کی اہم خصوصیات)

* اس نصاب میں منطق اور فلسفہ کی بجائے قرآن و سنت پر توجہ کم تھی۔
* جغرافیہ اور تاریخ جیسے مضامین نصاب میں شامل نہیں کیے گئے۔
* صرف و نحو کی کتابیں نصاب میں شامل کی گئیں۔
* یہ نصاب بچوں میں علوم دلوانے کی بجائے غور و فکر کی صلاحیت پیدا کرنے کا ذریعہ تھا۔
* اس نصاب سے طلبہ کی قوت مطالعہ قوی ہوتی تھی۔

Q. No. 2 Part (v) سوال نمبر 2 جز (v)

قومی تعلیمی پالیسی 1998-2010 کے مقاصد:

اس پالیسی کی رو سے تعلیم کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

* تعلیم کے ذریعے فرد کے کردار اور اخلاق و سیرت کی نشوونما کرنا۔
* جس سے ناخواندگی کو کم کرنے اور ترک مدرسہ پر قابو پانے کے لیے نئے تعلیمی ادارے قائم کرنا۔
* اساتذہ کی تربیت کے لیے پروگرام منعقد کرنا اور اس مقصد کے لیے نجی پروگراموں کی حوصلہ افزائی کرنا۔
* تمام شہریوں کو ابتدائی تعلیم لازمی اور مفت فراہم کرنا۔
* ملک کے تمام شعبوں کے لیے درکار افرادی قوت پیدا کرنا۔
* تعلیم کے ذریعے نئی نسل کو نظریہ پاکستان سے واقف کرانا۔

.....

Q. No. 2 Part (vi) سوال نمبر 2 جز (vi)

پہلی تعلیمی کانفرنس میں قائداعظم کے افتتاحی پیغام:

پہلی تعلیمی کانفرنس کے 1947 کے نام قائداعظم کے افتتاحی پیغام کے اہم نکات درج ذیل ہیں

* اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگراموں کو ایسے خطوط پر چلایا جائے جو ہمارے لوگوں کے ذہنی میزان کے مطابق ہو اور ہماری ثقافت و تاریخ سے ہم آہنگ ہو۔
* دنیا میں وقوع پذیر ہونے والی تعلیمی نئی پالیسیوں پر نظر رکھا جائے۔
* تعلیم کے ذریعے معاشرے کے تمام شعبوں کے لیے مفید اور تربیت یافتہ افرادی قوت پیدا کیے جائے۔
* تعلیم صرف کتابی علوم کا نام نہیں بلکہ فنی، سائنسی اور پیشہ وارانہ تعلیم پر توجہ دی جائے * تعلیم کو ہمیشہ دیگر ضروریات پر ترجیح دی جائے۔

Q. No. 2 Part (vii) سوال نمبر 2 جز (vii)

تعلیم نسواں میں کمی کی وجوہات

* آبادی میں اضافہ ہونے کی وجہ سے حکومت عموماً تمام شہریوں اور خصوصاً لڑکیوں کے لیے بنیادی سہولیات فراہم کرنے میں ناکام ہے۔
* دیہی علاقوں میں بچیوں کی کم عمری شادی کرائی جاتی ہے جس سے ان کی تعلیم رک جاتی ہے۔
* غربت کی بنا پر والدین لڑکیوں کی نسبت لڑکوں کی تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں۔
* تعلیمی اداروں میں پڑھایا جانے والا نصاب صنفی عدم توازن کے بجائے صنفی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ (بعض علاقوں میں)
* تعلیمی اداروں کی دوری اور ٹرانسپورٹ سہولیات کا فقدان۔
* تعلیم کے متعلق شعور نہ ہونے کی وجہ سے بھی والدین لڑکیوں کی تعلیم کو پسند نہیں کرتے۔

Q. No. 2 Part (viii) سوال نمبر 2 جز (viii)

1992 میں تعلیم کے فروغ کے لیے اقدامات

قومی تعلیمی پالیسی 1992 میں تعلیم کو فروغ دینے کے لیے درجہ ذیل پروگرام کے قیام کی سفارش کی گئی۔

* 33 پولی ٹیکنیک ادارے اور 8 ٹیکنالوجی سکولز کالجز کھولے جائیں گے۔
* تعلیمی اداروں کی موجودہ تعداد 48687 سے بڑھا کر 1 لاکھ کر دی جائے گی۔
* سائنسی کالجز کی تعداد 335 سے بڑھا کر 935 کر دی جائے گی۔
* یونیورسٹیوں کی تعداد 60 سے بڑھا کر 160 کر دی جائے گی۔
* تعلیمی منصوبوں پر عمل درآمد کرانے کے لیے 163 ارب ڈالر رقوم مختص کی گئی۔

Q. No. 2 Part (ix) سوال نمبر 2 جز (ix)

نظم و ضبط:-

افراد معاشرہ اپنا کاروبار / نظام احسن طریقے سے چلانے کے لیے مل کر مخصوص اصول و ضوابط وضع کرتے ہیں افراد معاشرہ کا اپنی مرضی اور اختیار ان اصول کے تابع کرنا "نظم و ضبط" کہلاتا ہے۔

تعلیم کے نظام میں بھی نظم ضبط کا یہی مطلب ہے یعنی اساتذہ، طلبہ اور ملازمین کا ادارے کے قانون اور اصول کے مطابق زندگی گزارنا "نظم ضبط" کہلائے گا۔

طلبہ کی مندرجہ ذیل سرگرمیاں تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کے فقدان کی نشاندہی کرتی ہیں۔

+ طلبہ کا بلا وجہ کلاس سے باہر نکلنا۔
+ اساتذہ کے ساتھ بدتمیزی۔ + جماعت میں دوسرے طلبہ کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا۔
+ وقت کی پابندی نہ کرنا وغیرہ + اصولوں سے باغی ہونا۔

Q. No. 2 Part (x) سوال نمبر 2 جز (x)

یونیورسٹی کی تعلیم:-

یونیورسٹیاں ایسے ادارے ہوتے ہیں جہاں طلبہ کو اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ مختلف مضامین میں پیشہ ورانہ تعلیم انہی اداروں میں ہی دی جاتی ہے۔ یہ ادارے بنیادی طور پر اپنے تعلیمی اور انتظامی امور میں خودمختیار ہوتی ہیں جو اپنا نصاب خود مرتب کرتے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں مختلف موضوعات پر تحقیق کرکے نئے علوم سامنے لائے جاتے ہیں یا موجود علوم میں اضافہ ہوتا ہے۔ یونیورسٹی کا چانسلر ~~صوبہ~~ متعلقہ صوبے کا گورنر ہوتا ہے اور صوبے کا وزیر تعلیم یونیورسٹی کا پرو چانسلر ہوتا ہے۔ صوبائی ~~محکمہ~~ تعلیم کا اس ادارے میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ یونیورسٹی کی سطح کے لیے ہائر ایجوکیشن کمیشن قائم ہے جو یونیورسٹی کے نظام اور مالی امور کی نگرانی کرتی ہے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 1) سوال نمبر 3 (صفحہ 1)

امام غزالی کا تعارف

امام غزالی کا نام امام محمد الغزالی ہے۔ آپ ایک مشہور اور معروف ماہر تعلیم اور استاد تھے۔ آپ نے اعلیٰ تعلیم نظامیہ بغداد سے حاصل کیا اور وہی پر صدر جامعہ مقرر ہوئے۔ آپ کی دو مشہور تصانیف ① احیاء العلوم اور ② کیمیائے سعادت ہے

امام غزالی کے تجویز کردہ تدریسی طریقے :-

امام غزالی تدریس کے سلسلے میں بچے کی نفسیات کو بنیاد بنا کر درس دینے کی ہدایت پیش کرتا ہے۔ آپ کے نزدیک تعلیم کے نظام میں بہترین تدریسی طریقے درجہ ذیل ہے۔

* طلبہ کے رجحان کے مطابق تعلیم دینا :-
استاد کو چاہیے کہ وہ تدریس کے دوران بچوں کے رجحانات و میلانات کا خیال رکھے۔

* تدریس میں تدریج :
امام الغزالی تدریس میں تدریج کو ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک تدریج سے مراد یہ ہے کہ علوم کو طلبہ کے سامنے رفتہ رفتہ اور مرحلہ وار پیش کیا جائے۔

* ذہنی استعداد کا خیال رکھنا :-
ایک معلم کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے ذہنی استعداد کو مدنظر رکھ کر تدریس کا فریضہ سر انجام دے۔ وگرنہ تعلیم کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔

* سابقہ علوم کی مدد سے تعلیم دینا :-
بچوں کو ان کے سابقہ علوم کو بنیاد بنا کر اس کے مطابق تعلیم دی جائے۔

* تیاری :-
ایک استاد کو امام صاحب نصیحت کرتے ہیں کہ وہ پڑھنے سے پہلے اچھی طرح تیاری کر کے آئے۔ اس سے بہترین نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 2) سوال نمبر 3 (صفحہ 2)

* سبق کو آسان بنانا:-

استاد کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ بچوں کو آسان الفاظ میں تعلیم سکھائے۔ اس مقصد کے لیے مثالیں اور روزمرہ کی باتوں کا استعمال بہترین ہے۔

* عمل کے ساتھ مشروط کر کے تعلیم دینا:-

امام الغزالی فرماتے ہیں کہ استاد جب بچوں کو پڑھاتا ہے اس پر عمل بھی کروانا ضروری ہے کیونکہ عمل کے بغیر علم بے مقصد ہے۔

* بحث و مباحثہ:-

امام الغزالی رٹے لگانے اور لکھوانے کے سخت خلاف تھے اس لیے آپ نے بحث و مباحثہ کے طریقہ کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 3) سوال نمبر 3 (صفحہ 3)

(Section C)

Q. No. 4 (Page 1) سوال نمبر 4 (صفحہ 1)

قومی تعلیمی پالیسی 1979

1977ء میں جنرل ضیاء الحق کی حکومت برسرِ اقتدار آئی۔ انھوں نے تعلیمی پالیسی کو از سرِ نو ترتیب دینے کے لیے ایک کمیٹی محمد خان جونیجو کی سربراہی میں تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے تعلیمی سفارشات پیش کیے جو کہ درج ذیل ہیں۔

① ابتدائی تعلیم:-

اس پالیسی میں سفارش کی گئی کہ ملک میں تمام بچوں کے لیے لازمی اور مفت ابتدائی تعلیم فراہم کی جائے۔ داخلوں کی شرح میں اضافہ کرنے اور ترکِ مدرسہ کا رجحان کم کرنے کے لیے پروگرام شروع کیے جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے قیام عمل میں لائے جائیں گے۔ 13 ہزار نئے تعلیمی ادارے کھولے جائیں گے۔

② مسجد سکول:-

اخراجات بچانے اور مسجد و اس کے علاقے کے فائدہ اٹھانے کے لیے منصوبہ بنایا گیا کہ ابتدائی تعلیمی ادارے مسجد میں کھولے جائیں گے۔ امام مسجد کی مدد کے لیے ایک تربیت یافتہ استاد کا تقرر کیا جائے گا۔ ابتدا میں پانچ ہزار مسجد سکولز قائم کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

③ محلہ سکول:-

اس پالیسی میں پہلی بار سفارش کی گئی کہ اسلامی معاشرے میں کم پڑھی لکھی خواتین کی بہت بڑی تعداد ہے جو چار دیواری اور دیگر وجوہات کی بنا پر اپنے محلہ میں بچیوں کو اپنے گھر میں ہی قرآن کی تعلیم، بچوں کی ابتدائی پڑھائی وغیرہ سکھاتی ہیں۔ تمام کی اس منظم انداز سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان اداروں کی خواتین کو معقول تنخواہ دی جائے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے، طلبہ کے لیے مفت کتابیں اور دیگر بنیادی ضروریات مہیا کی جائیں۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 2) سوال نمبر 4 (صفحہ 2)

(4) دیہی تعلیم

دیہی تربیتی ورکشاپ :-

سفارش کی گئی کہ ملک میں خاص طور پر دیہی علاقوں میں کئی نوجوان افراد ایسے ہیں جو ناخواندگی کی وجہ سے بے کار بیٹھے ہیں۔ اس لیے ان کی عملی تربیت کے لیے دیہی ورکشاپ سکولز قائم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی صلاحیت کے مطابق کوئی فن یا پیشہ کر معاشی طور پر خود کفیل ہو سکے۔

(5) خصوصی بچوں کی تعلیم :-

پالیسی میں بتایا گیا کہ اس وقت ملک میں معذور یعنی افراد کی شرح 0.6% ہے۔ یہ بچے اپنی جسمانی یا ذہنی صلاحیت کو کھونے کی وجہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے بچوں کے لیے خصوصی تعلیمی پروگرام شروع کیے جائے۔

(6) اسلامی تعلیم :-

اسلامی تعلیم کے فروغ کے لیے بھی اسلامی مدرسوں کی امداد اور حوصلہ افزائی کی جائے۔ مدرسوں کو تعلیمی امتحانی بورڈز کے ساتھ الحاق کی منصوبہ بنایا جائے۔ ان اداروں کے فارغ التحصیل طلبہ کو سرکاری ملازمت دی جائے۔

(7) اسلامیات اور مطالعہ پاکستان :-

اس پالیسی کی رو سے اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کی سطح پر لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا گیا۔

(8) ذریعہ تعلیم :-

ابتدائی اور ثانوی سطح پر اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا اور اعلیٰ سطح پر انگریزی کو ناگزیر ضرورت کے طور پر ذریعہ تعلیم کے کی حیثیت سے عرصے تک قائم رکھنے دینے کا فیصلہ ہوا۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 3) سوال نمبر 4 (صفحہ 3)

⑭ نجی تعلیمی اداروں کے قیام کی اجازت:

قومی تعلیمی پالیسی 1979 کے تحت تمام تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کا فیصلہ ہوا تھا اور اس سفارش پر عمل بھی کی گئی۔ لیکن موجودہ پالیسی میں نجی تعلیمی اداروں کی اجازت دی گئی۔

⑮ یونیفارم

تمام سرکاری تعلیمی اداروں میں یکساں طور پر ایک ہی یونیفارم ~~پہنا~~ پہنی جائے گی۔ لڑکوں کے لیے سفید قمیض اور لڑکیوں کے لیے سفید شلوار کے ساتھ ہلکے نیلی رنگ کی قمیض لازمی کر دی گئی۔

1979ء کی قومی تعلیمی پالیسی میں تمام طلبہ کو یکساں تعلیمی مواقع فراہم کرنے اور تعلیم کو اصل اسلامی جمہوری نظام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ایک بہترین اور جامع تعلیمی پالیسی تھی۔

(Section C)

Q. No. 5 (Page 1) سوال نمبر 5 (صفحہ 1)

تحریک علی گڑھ

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو ختم کر کے ایک نیا نظام رائج کیا۔ فارسی اور عربی کی بجائے انگریزی کو ذریعہ تعلیم مقرر کیا گیا۔ حتیٰ کہ سرکاری ملازمتیں صرف انہی لوگوں کو دی جاتیں تھیں جو جدید مغربی اور انگریزی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ ہندوؤں نے اس نظام تعلیم کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے مقابلے میں معاشی، سیاسی اور معاشرتی میدان میں بہت آگے نکل گئے لیکن مسلمانوں نے اس نظام کی مخالفت کی جس کی وجہ سے ان کو معاش، سیاست اور دیگر شعبوں میں ترقی کرنے کا موقع نہ ملا۔ انگریزوں نے مسلمانوں پر ہمیشہ ہندوؤں کو ترجیح دیا۔ یہ سب حالات مسلمانوں کے لیے انتہائی سنگین اور دردناک تھیں۔ سرسید احمد خان نے ان مسائل پر قابو پانے کا واحد حل جدید مغربی اور انگریزی تعلیم کے حصول کو سمجھا اور اس مقصد کے لیے 1875ء میں علی گڑھ میں ایک اسکول کی بنیاد رکھا۔ یہ اداروں آہستہ آہستہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا اس لیے اس تحریک علی گڑھ کا نام دیا گیا۔

تحریک علی گڑھ کے پانچ اثرات

① مغربی علوم کا فروغ:

تحریک علی گڑھ نے مسلمانوں کو جدید مغربی اور انگریزی علوم کے حصول کے لیے آمادہ کیا۔ جس کی وجہ برصغیر کے لوگوں میں مغربی علوم کو فروغ حاصل ہوا۔ اس تحریک سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے ہندوستان کے تعلیمی دیگر حصوں میں بھی انگریزی اور مغربی تعلیمی اداروں کا اجرا کیا۔

(Section C)

Q. No. 5 (Page 2) سوال نمبر 5 (صفحہ 2)

(c) انگریزوں کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق :-

اس تحریک کے ذریعے سرسید احمد خان نے انگریز مسلم مخالفت کو ختم کر دیا۔ حالانکہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے تمام تر جنگی ذمہ داریاں مسلمانوں پر ڈال دی تھی جس کی وجہ سے انگریز مسلمانوں سے انتقام لینے کے لیے تمام حربے اپنا رہے تھے۔ سرسید احمد خان نے "اسباب بغاوت ہند" کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر انگریزوں پر یہ بات واضح کر دی کہ جنگ کے ذمہ دار صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی دیگر اقوام بھی اس میں شامل ہیں۔ انھوں نے مزید لکھا کہ اس جنگ کے ذمہ دار انگریز خود بھی ہیں جنھوں نے مقامی لوگوں کے جذبات کا احترام نہیں کیا۔

اس کے بعد انگریزوں نے اپنا رویہ مسلمانوں کے لیے بدل دیا اور ان کے مطالبات بھی تسلیم کیے۔

(d) معاشی خوشحالی :-

تحریک علی گڑھ نے جب مسلمانوں میں جدید مغربی اور انگریزی علوم کو فروغ دیا تو وہ اس قابل بنے کہ وہ سرکاری ملازمت حاصل کر کے معاشی طور پر خود کفیل ہو سکیں۔ مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ مختص کر لیا گیا۔ ان کو کاروبار کرنے اور سیاست میں شامل ہونے کا حق بھی دیا گیا۔

(e) اردو کی حفاظت :-

فارسی اور عربی کے بطور ذریعہ تعلیم ختم کرنے کے بعد مسلمانوں کی باہمی رابطہ کی زبان اردو تھی۔ تحریک علی گڑھ نے اس زبان کی حفاظت، ترقی اور ترویج کے لیے ناقابل فراموش اقدامات اٹھائے۔ 1867ء میں جب اردو ہندی تنازعہ کھڑا ہوا تو سرسید نے اردو زبان کی حفاظت کے لیے "اردو ڈیفنس سوسائٹی" کے نام سے ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا۔ جس نے اردو کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ادبی کمزوریوں کو ختم کر کے اسے ترقی بھی دی۔

(Section C)

Q. No. 5 (Page 3) سوال نمبر 5 (صفحہ 3)

جدید قیادت اور تحریک پاکستان:-

تحریک علی گڑھ نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے زندگی کو نئے سرے سے قیادت عطا کیں۔ جنھوں نے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ترقی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ اس تحریک نے مسلم قوم میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ان کے اندر جذبہ حریت پیدا کیا۔ اس جذبہ نے تحریک پاکستان کو جنم دیا۔ علی گڑھ کالج کے سٹوڈنٹس نے تحریک پاکستان کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ تحریک علی گڑھ کے تحت عمل میں آنے والی کانفرنس "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس" کے سالانہ اجلاس 1906 میں ڈھاکہ میں ہوا۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی جس نے ہر موڑ پر مسلمانوں کی نمائندگی کرکے اپنے آزاد ملک کے حصول میں اہم کردار ادا کیا۔

سرسید احمد خان کی حکمت عملیوں نے مسلمانوں کو خوشحالی سے ہمکنار کیا۔ اگر تحریک علی گڑھ کا قیام عمل میں نہیں آتا تو شاید آج برصغیر کی سرزمین پر مسلم قوم کا نام نشان مٹ جاتا۔

ہمیں اپنے قومی نظریہ "نظریہ پاکستان" کے بانی سرسید احمد خان کو خراج تحسین پیش کرنی چاہیے۔